سیرت وسوانح

حکیم الاُمّت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

عبدالرشید عراقی

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی ولادت ۱۱۱۴ھ میں اورنگزیب عالمگیر کے عہد میں ہوئی۔ آپ ابھی چار سال کے تھے کہ سلطان اورنگزیب عالمگیر نے انتقال کیا۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے ۱۱۷۶ھ میں انتقال کیا۔ انتقال کے وقت شاہ صاحب کی عمر ۶۲ سال تھی۔ اس ۶۲ سال کے دوران سلطان اورنگزیب کے بعد گیارہ مغل بادشاہ تخت نشین ہوئے۔ یہ گیارہ مغل بادشاہ ہر لحاظ سے کمزور ثابت ہوئے اور ملک کی اقتصادی' معاشرتی اور اخلاقی حالت دن بدن روبہ زوال ہوتی گئی۔ اس دور میں ضعیف الاعتقادی اور بدعات کا دور دورہ تھا' جاہلانہ رسومات' شرک کی کثرت' سجدۂ تعظیمی' قبروں پر چادریں چڑھانا' بزرگوں کے نام کی قربانیاں کرنا' مزارات کا طواف' گانا بجانا' چراغاں کرنا اور عقائد فاسدہ وغیرہ کا طویل سلسلہ جاری تھا۔ غرض ۱۲ویں صدی کا ہندوستان سیاسی' انتظامی' اخلاقی اور بہت حد تک اعتقادی حیثیت سے انحطاط و پستی کے اس نقطہ پر پہنچ گیا تھا جو اسلامی ملکوں کے زوال اور مسلم معاشرہ کی پستی کا افسوسناک اور خطرناک مرحلہ ہوتا ہے۔ اس دور کے بارے میں علامہ سید سلیمان ندویؒ ایک مضمون میں اختصار کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:۔

> "مغلیہ سلطنت کا آفتاب لبِ بام تھا۔ مسلمانوں میں رسوم و بدعات کا زور تھا۔ جھوٹے فقراء اور مشائخ اپنے بزرگوں کی خانقاہوں میں مسندیں بچھائے اور اپنے بزرگوں کی مزاروں پر چراغ جلائے بیٹھے تھے۔ مدرسوں کا گوشہ گوشہ منطق و حکمت کے ہنگاموں سے پرشور تھا۔ فقہ و فتاویٰ کی لفظی پرستش ہر مفتی کے پیش نظر تھی۔ مسائل فقہ میں تحقیق و تدقیق مذہب کا سب سے بڑا

جرم تھا۔ عوام تو عوام خواص تک قرآن پاک کے معانی و مطالب اور احادیث کے احکامات وارشادات اور فقہ کے اسرار و مصالح سے بے خبر تھے۔" (مقالات سلیمان ج ۲ ص ۴۴)

حضرت شاہ عبدالرحیم دہلویؒ

حضرت شاہ ولی اللہؒ کے والد حضرت شاہ عبدالرحیم دہلویؒ ۱۰۵۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۱۳۱ھ میں ۷۷ برس کی عمر میں دہلی میں آسودۂ خاک ہوئے۔ حضرت شاہ عبدالرحیمؒ فضائل حمیدہ اور اخلاق ستودہ کے جامع تھے۔ شجاعت' فراست اور غیرت اسلامی بدرجہ اتم ان میں موجود تھی۔ مجاہدانہ جذبات اور حمیت اسلامی ان میں وراثۃً چلی آرہی تھی۔ غیرت و شجاعت ان کو خاندانی ورثہ میں ملی تھی۔ اور یہی دولت ہے جو ان کی اولاد میں منتقل ہوئی۔ حضرت شاہ عبدالرحیمؒ نے مغل بادشاہ فرخ سیر کے آخری ایام میں ۱۲ صفر ۱۱۳۱ھ کو ۷۷ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ (انفاس العارفین' ص ۸۳۔۸۵)

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ ۴ شوال ۱۱۱۴ھ کو قصبہ پھلت ضلع مظفر نگر اپنے ننھیال میں پیدا ہوئے۔ ۵ سال کے تھے کہ آپ کی تعلیم کی ابتداء ہوئی۔ ۷ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا۔ اور اس کے ساتھ فارسی اور عربی کے مختصرات پڑھنے شروع کئے۔ ۱۴ سال کے ہوئے تو تفسیر بیضاوی پڑھی۔ ۱۵ سال کی عمر میں حدیث کی تعلیم کا آغاز ہوا اور اپنے والد محترم سے مشکوٰۃ المصابیح' شمائل ترمذی اور صحیح بخاری کتاب الطہارۃ تک پڑھیں۔ ۱۴ سال کے تھے کہ حضرت شاہ ولی اللہ کی پہلی شادی ہوئی۔ اس سے آپ کے بیٹے شیخ محمد پیدا ہوئے' جنہوں نے ۱۲۰۸ھ میں انتقال کیا۔ پہلی بیوی کا انتقال ہوا تو حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے دوسرا نکاح سونی پت میں سید ثناء اللہ کی صاحبزادی سے کیا۔ اس زوجہ محترمہ سے آپ کے چار صاحبزادے حضرت شاہ عبدالعزیز' شاہ رفیع الدین' شاہ عبدالقادر' شاہ عبدالغنی اور ایک صاحبزادی امتہ العزیز پیدا ہوئیں۔ آپ کے چاروں صاحبزادے برعظیم پاک و ہند میں دین کی نشاۃ ثانیہ کے ارکان اربعہ ہیں۔

حج بیت اللہ

حضرت شاہ ولی اللہ ؒ ۱۱۴۳ھ میں حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے اور ۱۱۴۴ھ تک آپ کا قیام حرمین شریفین میں رہا۔ حضرت شاہ صاحب نے اپنے حرمین شریفین کے قیام میں علم حدیث کا وسیع اور گہرا مطالعہ کیا اور وہاں کے شیوخ اور اکابرین سے 'جو دیار و امصار سے وہاں جمع ہوئے تھے' علم حدیث کی تحصیل کی' جو ان کی تجدید و اصلاح کے ایوان بلند میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے اور جس سے آپ تحقیق و اجتہاد کے اس مقام پر پہنچے جہاں کوئی دوسرا صدیوں میں نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت شاہ ولی اللہ ؒ ۱۰ رجب ۱۱۴۵ھ جمعہ کے دن صحت و سلامتی کے ساتھ واپس دہلی پہنچے۔ (الجزء اللطیف' ص ۵)

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی ؒ کا درس حدیث

حضرت شاہ صاحب ؒ نے حجاز سے واپسی کے بعد اپنے والد مکرم حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی ؒ کے قائم کردہ مدرسہ رحیمیہ میں حدیث کا درس شروع کیا اور چند ہی دنوں میں آپ کے ہاں طلباء کا ایک جم غفیر جمع ہو گیا اور حضرت شاہ صاحب کے درس حدیث کی پورے برعظیم میں شہرت ہو گئی۔

وفات

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی ؒ نے اپنی ساری زندگی احیاء سنت' قرآن و حدیث کی نشر و اشاعت' تعلیم و تربیت اور اعلائے کلمۃ الحق میں گزار کر ۶۲ سال کی عمر میں ۱۱۷۶ھ میں محرم کی آخری تاریخ کو دہلی میں انتقال کیا اور اپنے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم ؒ کے پہلو میں قبرستان مہدیاں میں دفن ہوئے۔ (تاریخ دعوت و عزیمت' ج ۵ ص ۱۲۷)

شاہ ولی اللہ دہلوی ؒ کے تجدیدی کارنامے

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی ؒ نے تجدید و اصلاح امت و دین کے سلسلہ میں جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ان کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ سب سے پہلے آپ نے جس چیز کی طرف توجہ کی وہ اصلاح عقائد ہے اور اللہ تعالیٰ نے اصلاح عقائد کی طرف قرآن مجید میں

وضاحت سے فرمایا ہے:

وَلَاتَهِنُوْا وَلَاتَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ○

(آل عمران:۱۳۹)

"اور (دیکھو) بے دل نہ ہونا اور نہ کسی طرح کا غم کرنا' اگر تم مومن (صادق) ہو تو تم ہی غالب رہو گے۔"

پھر دوسری جگہ وضاحت سے اس کی تشریح ان الفاظ میں کی ہے کہ:

"وَعَدَاللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا' يَعْبُدُوْنَنِىْ لَايُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْئًا' وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ○ (النور: ۵۵)

"جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے' ان سے اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ ان کو ملک کا حاکم بنادے گا جیسا ان سے پہلے لوگوں کو حاکم بنایا تھا۔ اور ان کے دین کو' جسے اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے' مستحکم وپائیدار کرے گا اور خوف کے بعد ان کو امن بخشے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی اور کو شریک نہ بنائیں گے۔ اور جو اس کے بعد کفر کرے' تو ایسے ہی لوگ بدکردار ہیں۔"

حضرت شاہ ولی اللہؒ کے دور میں مسلمانوں میں ایسی شرکیہ اور جاہلانہ رسوم کی کثرت ہو گئی تھی اور عقائد اور معاشرتی زندگی میں جاہلیت کا خمیر اس طرح رچ بس گیا تھا کہ ان کی اصلاح کی طرف توجہ کرنا بہت ضروری تھا۔ حضرت شاہ صاحب نے اپنی کئی ایک کتابوں میں اس وقت کے مسلمانوں کے عقائد اور اس وقت کے معاشرہ کی تصویر کھینچی ہے۔ حضرت شاہ صاحب نے اس کا یہ علاج تجویز کیا کہ قرآن مجید کے مطالعہ کی طرف لوگوں کو راغب کیا جائے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ عقائد کی اصلاح صرف اسی صورت میں ہو سکتی تھی کہ لوگوں کو مطالب قرآن سے آگاہ کیا جائے۔ اس وقت برعظیم کی زبان فارسی تھی۔ شاہ صاحب

نے فارسی میں قرآن مجید کا ترجمہ "فتح الرحمٰن" کے نام سے کیا۔ فارسی زبان اس وقت ملک کی سب سے بڑی زبان تھی' دفتروں کی زبان بھی فارسی تھی' ہر پڑھا لکھا مسلمان اگر اسے بول نہیں سکتا تھا تو اس کو سمجھنا ضرور تھا۔ اس لئے آپ نے قرآن مجید کا فارسی ترجمہ کیا۔ حضرت شاہ صاحب "فتح الرحمٰن" کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

> "یہ زمانہ جس میں کہ ہم لوگ موجود ہیں اور یہ ملک جس کے ہم باشندہ ہیں' اس میں مسلمانوں کی خیر خواہی تقاضا کرتی ہے کہ فارسی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کیا جائے' تاکہ عوام و خواص یکساں طور پر سمجھ سکیں اور چھوٹے بڑے سبھی معانی قرآن کا ادراک کر سکیں۔ اس لئے اس اہم کام کا داعیہ فقیر کے دل میں ڈالا گیا۔ اور اس کے لئے مجبور کیا گیا۔"
>
> (مقدمہ فتح الرحمٰن مطبوعہ دہلی ۱۲۹۴ھ)

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رقمطراز ہیں:

> "الغرض شاہ صاحب نے سفر حجاز سے واپسی کے پانچ سال بعد (غالباً اصلاح عقائد کی ان کوششوں کا نتیجہ دیکھنے کے بعد جو خصوصی درس و تدریس اور وعظ و ارشاد کے ذریعہ ہو رہی تھیں) یہ فیصلہ کیا کہ ہدایت عام' اصلاح عقائد اور اللہ تعالٰی سے تعلق و رابطہ پیدا کرنے کا کوئی ذریعہ قرآن مجید کی ہدایت و تعلیمات کی براہ راست اشاعت و تبلیغ سے زیادہ مؤثر نہیں ہو سکتا۔ اور اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ قرآن مجید کا فارسی ترجمہ کیا جائے۔"
>
> (تاریخ دعوت و عزیمت' ج ۵' ص ۱۴۵)

فارسی ترجمۂ قرآن کے بعد کے اُردو تراجم

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے فارسی ترجمہ قرآن مجید کے بعد بہت جلد قرآن مجید کے اردو ترجمہ کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اس لئے کہ اب فارسی کی جگہ اردو نے لے لی تھی۔ چنانچہ فارسی ترجمہ کے ۵۰ سال بعد حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے صاحبزادے مولانا شاہ عبدالقادر دہلویؒ نے قرآن مجید کا بامحاورہ اردو میں ترجمہ کیا۔ اور دوسرے صاحبزادے

مولانا شاہ رفیع الدین دہلویؒ نے اردو میں قرآن مجید کا تحت اللفظ ترجمہ کیا۔

ان دونوں ترجموں نے اصلاح عقائد خصوصاً عقیدۂ توحید میں درستگی کے لئے مسلمانوں کو بہت فائدہ پہنچایا۔ چنانچہ ان تراجم کی وجہ سے لاکھوں مسلمانوں کے عقائد کی درستگی ہوئی اور جو کام ان اردو تراجم قرآن کی وجہ سے ہوا کوئی اسلامی حکومت بھی اپنے وسائل کے ساتھ دعوت و اصلاح کا اتنا بڑا کام انجام نہیں دے سکتی۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے دو صاحبزادوں مولانا شاہ عبدالقادر دہلویؒ اور مولانا شاہ رفیع الدین دہلویؒ نے قرآن مجید کے اردو تراجم کے ذریعہ اصلاح عقائد میں اپنے والد بزرگوار کے تجدیدی کارناموں کی تکمیل کی' مگر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے درس قرآن کے ذریعہ اپنے والد بزرگوار کے تجدیدی کارناموں کی تکمیل کی۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں:

> "قرآن مجید کے ان اردو تراجم کے علاوہ جو اسی خاندان والا شان کے دو برگزیدہ افراد حضرت شاہ عبدالقادر دہلویؒ اور حضرت شاہ رفیع الدین دہلویؒ نے کئے' اور ہندوستان میں جہاں جہاں اردو بولی جاتی تھی گھر گھر پڑھے جانے لگے' قرآن مجید کے ذریعہ تطہیر عقائد اور اصلاح اعمال و اخلاق کی سب سے طویل' سنجیدہ و عمیق اور مؤثر و وقیع کوشش خاندان ولی اللّٰہی کے سب سے بڑے فرد اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے کاموں کی تکمیل و توسیع کی سعادت حاصل کرنے والے بزرگ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے ذریعہ انجام پائی' جنہوں نے تقریباً ۶۲ - ۶۳ سال تک دہلی جیسے مرکزی شہر اور ۱۳ ویں صدی ہجری جیسے اہم زمانہ میں درس قرآن کا سلسلہ جاری رکھا۔ اس کو عوام و خواص میں جو مقبولیت حاصل ہوئی اور اس سے اصلاح عقائد کا جو عظیم الشان کام انجام پایا' ہمارے علم میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔"

(تاریخ دعوت و عزیمت' ج ۵' ص ۱۵۰)

مسئلۂ توحید

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اصلاح عقائد اور توحید خالص کی دعوت کے لئے صرف

قرآن مجید کے ترجمہ پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ توحید کی صحیح وضاحت اور شرک کی تمام اقسام پر اپنی کتابوں میں سیر حاصل بحث کی ہے۔ اور مشرکین عرب اور اہل جاہلیت کا جو عقیدہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں تھا اس کی صراحت کی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کو قادر مطلق مانتے تھے' خالق ارض و سما مانتے تھے' مگر اللہ کے رسول ﷺ نے ان کو کیوں مشرک گردانا اور قرآن مجید نے ان کو کیوں مشرک کہا؟ اس کی وضاحت فرمائی ہے۔ اگر حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی' کا عقیدہ توحید کی تجدید' اس کی تنقیح و توضیح' اس کی اشاعت و ترویج اور اس سلسلہ کی غلط فہمیوں کے رفع کرنے کے سوا کوئی اور کارنامہ نہ ہوتا تو آپ کا تنہا یہی کارنامہ آپ کو مجددین امت میں شمار کرنے کے لئے کافی تھا۔

علمائے اسلام میں آٹھویں صدی ہجری میں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ اور ان کے تلمیذ حافظ ابن القیمؒ نے عقائد کی اصلاح کے سلسلہ میں جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے وہ ہماری تاریخ کا ایک زرین باب ہے۔ امام ابن تیمیہؒ اور حافظ ابن القیمؒ کے بعد اگر اس سلسلہ میں کسی کا نام پورے اعتماد سے لیا جا سکتا ہے تو وہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ ہیں جنہوں نے اصلاح امت اور عقائد کی صحیح تشریح و تفہیم سلف صالحین کے مسلک کے مطابق پیش کی۔

(جاری ہے)

بقیہ: پردہ۔ نفسیات کی روشنی میں

یہ سب باتیں اس امر کا تقاضا کرتی ہیں کہ عورت کو مرد سے چھپایا جائے اور اس کے حسن و جمال کو مستور رکھا جائے۔ عورت کی عصمت و عفت کی حفاظت کی خاطر "پردہ" سے بہتر کوئی دوسرا انظام تشکیل نہیں دیا جا سکتا۔ عورت کو گھر سے باہر پبلک میں لا کر اور اس کے جسم کو حیا کے لباس سے محروم کر کے باعصمت نہیں رکھا جا سکتا۔ جو مرد نفسیات کی آڑ میں عورت کو مکمل طور پر بے پردہ کرنا چاہتے ہیں در حقیقت وہ اپنے نفس اور ہوس کے غلام ہیں' دھوکہ باز اور مکار ہیں ---- عورت کو ان کے مکروہ جال میں ہرگز نہیں پھنسنا چاہئے!